اسلام میں

عورتوں کی تعلیم

از

مولانا عبدالعظیم حیدری مظاہری

قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ ضلع بیگو سرائے

دعا کا طالب

محمد ضیاء الحق ندوی خیرآبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام میں

عورتوں کی تعلیم

از

مولانا عبد العظیم حیدری مظاہری

قاضی شریعت دار القضا امارت شرعیہ ضلع بیگوسرائے

ناشر

البتول وومن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ، بیگوسرائے

سلسلہ مطبوعات جامعہ طیبہ للبنات چھوٹی بلیا اوپر ٹولہ، بیگوسرائے

نام کتاب	:	اسلام میں عورتوں کی تعلیم
تالیف	:	الحاج حضرت مولانا عبدالعظیم حیدری مظاہری دامت فیوضہم قاضی شریعت دارالقضا امارت شرعیہ بیگوسرائے و بانی ومہتمم جامعہ طیبہ للبنات چھوٹی بلیا بیگوسرائے
کمپوزنگ	:	مفتی محمد شبیر انور جلیل القاسمی صاحب استاذ مدرسہ بدرالاسلام بیگوسرائے
سال طباعت	:	۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰۱۴ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
ناشر	:	التبول وومن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ، بیگوسرائے

☆.... طباعت بتعاون اهليه محمد كمال الدين مرحوم ،الله اسے قبول فرمائے

پیش لفظ

حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب دامت برکاتہم
ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

علم شرافت وکرامت اور دارین کی سعادت سے بہرہ مند ہونے کا عمدہ ذریعہ ہے۔ یہ انسان کو بے شمار دیگر مخلوقات میں ممتاز کرنے کی کلید اور رب ذوالجلال کی عطا کردہ خلقی اور فطری برتری میں چار چاند لگانے کا اہم سبب ہے۔ دنیا میں رونما ہونے والے تمام کارنامے علم ہی کی بدولت ہیں۔ اللہ جل شانہ پہلی وحی کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت امت مسلمہ کو پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی بھی قوم کو مجموعی طور پر دین سے روشناس کرانے، تہذیب وثقافت سے بہرہ ور کرنے میں عورتوں کا مرکزی کردار رہا ہے۔ نونہالوں کی صحیح پرورش و پرداخت اور صالح نشوونما میں ماؤں کا اہم رول ہوتا ہے، ماں کی گود بچے کا پہلا مدرسہ ہے۔ اسلام نے عورتوں کو دینی ودنیوی تعلیم کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ ان کی تعلیم وتربیت کو بھی اتنا ہی اہم قرار دیا ہے جتنا مردوں کی تعلیم وتربیت کو ضروری قرار دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مَنْ کَانَتْ لَهٗ ثَلَاثُ بَنَاتٍ اَوْ ثَلَاثُ اَخَوَاتٍ اَوْ بِنْتَانِ اَوْ اُخْتَانِ فَاَدَّبَهُنَّ وَاَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ وَ زَوَّجَهُنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ۔ (ابوداؤد باب فی فضل من عال یتامیٰ) جس کے پاس تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں یا دو بیٹی یا بہن ہو ان کی تربیت کی، ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور ان کی شادی کرادی تو اس کے لیے جنت ہے۔

اس حکم نبوی کی وجہ سے خواتین کے درمیان بے پناہ تعلیمی بیداری آئی اور انہوں نے بھی علمی میدانوں میں غیر معمولی کارنامے انجام دیئے، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام قابل ذکر ہے، حدیث، فقہ، شاعری، انساب، تاریخ وطب ہر فن میں ماہر تھیں۔ بڑے بڑے صحابہ کرام آپ سے دینی علوم حاصل کرتے تھے۔ اسی طرح ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنی فقاہت کی وجہ سے صحابہ کرام کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتی تھیں۔ اس کے علاوہ دیگر عورتوں کے بے شمار علمی وفقہی کارنامے کی ایک تاریخ ہے۔

جناب مولانا عبدالعظیم حیدری مظاہری صاحب قاضی شریعت دارالقضا امارت شرعیہ بیگوسرائے نے ''اسلام میں عورتوں کی تعلیم'' نامی رسالہ میں عورتوں کی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے، اس رسالہ میں قرآن وسنت اور عقل وفہم کے اعتبار سے خواتین کی تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ اللہ انہیں دنیا وآخرت میں بہترین بدلہ عطا فرمائے اور اس کو قبول فرمائے۔ (آمین)

انیس الرحمٰن قاسمی
ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رحمة للعالمین
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : وَالْعِلْمُ سِلَاحِیْ الخ (کتاب الشفاء)

دین اسلام کا سب سے بڑا امتیاز ہے کہ اس نے اپنی شروعات ''علم'' سے کی ہے اور اس کے حصول پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ اسلام میں تعلیم کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ سرور کائنات محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر ''غارِ حرا'' میں حضرت جبرئیل امین علیہ السلام خالق کائنات کا جو پیغام لے کر تشریف لائے تھے، وہ کلام اللہ کی سورۃ ''العلق'' کی ابتدائی پانچ آیات تھیں، جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھنے کا حکم دیا گیا۔

پیغام الٰہی میں براہ راست تعلیم پر زور

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ. اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَم. الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ. عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ

''پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے سب کو پیدا کیا ہے۔ اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے بنایا۔ پڑھئے اور آپ کا رب بڑا ہی کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا۔ اس نے انسان کو وہ علم عطا کیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔''

سورہ علق کی ان چھوٹی چھوٹی پانچ آیات میں براہ راست تعلیم پر زور دیا گیا ہے کیوں کہ علم ہی سے اللہ تعالیٰ کی معرفت ہوسکتی ہے جو ایمان کی اساس و بنیاد ہے۔

علم ہی سے رب کائنات کی حمد اور بڑائی بیان کرنے کا سلیقہ اور توحید کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ علم ہی حلال و حرام میں فرق بتلاتا ہے اور یہی وہ چیز ہے جس نے انسان کو خلافت ارضی کا اہل بنایا اور تمام حیوانات سے ممتاز اور تمام مخلوقات سے اشرف و اعلیٰ بنایا ہے۔

رسول اللہؐ مفید علم اور اس میں اضافہ کی دعا مانگتے

یہ عجیب بات ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں قدرت نے علم کا بے پایاں

سمندر بنایا انہیں بھی یہ تعلیم دی گئی کہ اپنے رب سے علم میں اضافہ کی درخواست کریں۔ "وَقُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْماً" (سورہ طٰہٰ: ۱۱۴) 'آپ کہئے کہ اے میرے پروردگار میرے علم کو بڑھا دے۔' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب دعا مانگتے تو مفید و نفع بخش علم کی دعا مانگتے، فرماتے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْماً نَافِعاً" (ابن ماجہ) "اے اللہ میں تجھ سے علم نافع کا طالب ہوں۔" اور جو علم نفع نہ پہنچائے اس سے پناہ مانگتے ہوئے یہ دعا فرماتے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّایَنْفَعُ (ترمذی) اور امت کو یہ سبق دیا کہ مفید علم طلب کرے اور غیر مفید علم سے پناہ مانگے۔

ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ "آقا" آپ کا طریقہ وسنت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علم میرا ہتھیار ہے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان "وَالْعِلْمُ سِلَاحِیْ" اس حقیقت کا اظہار ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو فتوحات اور کامیابی حاصل ہوئیں اس کا ذریعہ وہی علم صحیح تھا جو اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ودیعت فرمائی تھی۔ کیا امر واقع نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا اور عرب کی وحشی قوم، مکہ کے مشرکین و کفار کے دلوں کو علم کے ہتھیار سے فتح کیا اور اسے اسلام کا شیدائی بنا دیا۔

ایمان اور علم کے تحفظ کی ہدایت

تاریخ شاہد ہے کہ اللہ جل شانہ نے امت محمدیہ کو دنیا میں باقی رہنے اور ترقی کرنے کے لئے دو بنیادی چیزیں عطا کی ہیں۔ ایک "علم" دوسرا "ایمان"۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر قبیلہ عبدالقیس کے وفد کو ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "ایمان" اور "علم" کی حفاظت کرو۔ (بخاری، باب: تحریص النبیؐ) اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ امت مسلمہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سینے سے لگایا اور علم و ایمان ہی کی بنیاد پر دنیا میں ترقی کی اور حکومتیں بھی۔ اگر ان میں سے کوئی ایک نہ ہو تو یہ امت اپنی منزل تک نہیں پہنچ پائے گی اور ذلت و پستی کا شکار ہو کر رہ جائے گی۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کھانے پینے سے بھی زیادہ علم کی

ضرورت ہے، کھانے پینے کی ضرورت رات دن میں دوبار پڑتی ہے مگر ''علم'' کی ضرورت ہر سانس پر ہے۔

اقوام متحدہ نے حصول علم کو انسانی حق قرار دیا

اقوامِ متحدہ نے گرچہ آج علم حاصل کرنے کو انسان کا 'حق' قرار دیا ہے، مگر مذہب اسلام کا یہ امتیاز ہے کہ اس نے آج سے پندرہ سو سال قبل 'علم' حاصل کرنے کو 'فرض' قرار دیا ہے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے: ''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ'' (ابن ماجہ: ۲۲۴، عن انس بن مالکؓ) 'علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔''

حق اور فرض میں واضح فرق

جاننا چاہئے کہ 'حق' اور 'فرض' میں بہت بڑا فرق ہے۔ 'حق' چھوڑا جاسکتا ہے مگر 'فرض' چھوڑا نہیں جاسکتا ہے۔ اگر کوئی آدمی اپنا حق نہ لے تو اس پر زور زبردستی نہیں مگر کوئی اپنا فرض انجام نہ دے تو اس سے باز پرس ہوگی اور سزا بھی دی جائے گی۔ اس لئے فرمان الٰہی وارشادات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق علم حاصل نہ کرنا اور اپنے بچے/بچیوں کو علم سے محروم رکھنا گناہ عظیم ہے، جس پر قیامت میں مواخذہ ہوگا اور سزا بھی دی جاسکتی ہے۔

علم وہ ہے جو معرفت خداوندی کا ذریعہ بنے

اہل زبان کے نزدیک علم سے مراد وہ علم ہے جو اندھیرے کو دور کر کے چلنے والوں کو روشنی میں لائے، جو آنکھوں کو روشن اور دل کو بینا بنادے۔ اس لئے حقیقتاً علم وہ ہے جس پر ''هٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ'' کی صفت صادق آتی ہے۔ جس سے خدا کی پہچان، بندوں کے حقوق کی معرفت اور خوف خدا پیدا ہوتا ہے، ورنہ خوف خدا سے عاری علم وبال جان ثابت ہوتا ہے اور جن علوم سے خدا بے زاری، مادیت پرستی، انانیت اور انسان دشمنی کے جذبات پیدا ہوں وہ درحقیقت 'علم' ہی نہیں ہے۔

علم سے مراد علم دین ہے

یہ بھی مسلم ہے کہ علم سے مراد "علم دین" ہے۔ کتاب الشفاء میں ایک طویل حدیث کا حصہ ہے: "وَالْعِلْمُ سِلاَحِیْ" جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کو اپنا ہتھیار فرمایا ہے اور اپنی امت کے ہر فرد کو علم کا حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ (ابن ماجہ: ۲۲۴، عن انس بن مالکؓ۔ الفتح الکبیر: ۷۵۱۲، معجم کبیر طبرانی: ۱۴۴۳۹، عن ابن مسعود)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ درج بالا حدیث میں جس علم کے حصول کو فرض قرار دیا ہے اور جس کے طالب کو مختلف طرح کی بشارتیں سنائی گئی ہیں۔ اس سے کون سا علم مراد ہے۔؟ آیا وہ علم جسے سیکھ کر انسان دنیاوی چیزیں بنایا کرتا ہے اور صرف دنیاوی اعتبار سے ترقی کرتا نظر آتا ہے جسے آج کی اصطلاح میں "عصری علوم" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یا وہ علم جسے انسان سیکھ کر اللہ کے احکامات، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات سے واقف ہو کر اللہ و رسول کی مرضیات پر چل کر، ان کی خوشنودی حاصل کر کے ہمیشہ ہمیش کے لئے اخروی فوز و فلاح اور کامرانی سے ہمکنار ہو جاتا ہے، جسے ہم لوگ "دینی علوم" کے نام سے یاد کرتے اور جانتے ہیں۔

اس سلسلے میں اپنا کوئی نظریہ قائم کرنے یا کسی کے نظریات قبول کرنے سے زیادہ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ احادیث مبارکہ سے اس سلسلے میں مراجعت کر لی جائے تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی "علم" سے کیا مراد ہے اور آپؐ نے مسلمانوں کے لئے کس علم کے حصول کو فرض قرار دیا ہے۔

سنن ابی داؤد اور نیچے حوالہ میں درج تمام کتب حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْعِلْمُ ثَلاَثَۃٌ وَمَا سِوٰی ذٰلِکَ فَھُوَ فَضْلٌ: آیَۃٌ مُحْکَمَۃٌ أَوْ سُنَّۃٌ قَائِمَۃٌ أَوْ فَرِیْضَۃٌ عَادِلَۃٌ.

(ابوداؤد: ۲۸۸۵، ابن ماجہ: ۵۴، المستدرک للحاکم: ۷۹۴۹، الدارقطنی: ۲، السنن الکبری للبیہقی: ۱۲۵۳۴، الفتح الکبیر: ۷۹۸۰، مستدرک محمد: ص ۳۳۲، المعجم الاوسط للطبرانی: ص ۲۹۹، بستان الاحبار: ۳۲۹۶، جامع الاصول: ۵۸۳۳، کنز العمال: ۲۸۶۵۹، مسند حارث: ۵۸)

اس حدیث میں ایک راوی ہیں عبدالرحمٰن بن زیاد جسے محدثین کرام نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن اس کے باوجود حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی 'علم' سے کیا مراد ہے، اس کے ذریعہ واضح طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: علم تین ہیں (۱) آیت محکمہ (۲) سنت قائمہ (۳) فریضہ عادلہ۔ اور جو اس کے علاوہ ہے وہ فضل اور زائد ہے۔''

شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ 'آیت محکمہ' کے علم سے مراد ان آیات کا علم ہے جس میں کوئی اشتباہ نہیں ہے، نہ ہی اس میں کسی طرح کا اختلاف ہے اور نہ ہی اس آیت کا حکم منسوخ ہے۔ 'سنۃ قائمۃ' کے علم سے مراد وہ سنت ہے جو دائمی طور پر مسلسل چلی آرہی ہو اور اس پر عمل ایسا متواتر و متصل طریقہ سے ہوتا آرہا ہو کہ کبھی متروک نہ ہو۔ 'فریضۃ عادلۃ' کے علم سے مراد انصاف پر مبنی ایسی تقسیم ترکہ جس میں ظلم و زیادتی نہ ہو۔ (جامع الاصول: ۵۸۲۳)

ابن ماجہ میں آیۃ محکمۃ کی تشریح غیر منسوخ آیات سے کی گئی ہے اور سنۃ قائمۃ سے مراد ایسی حدیث ہے جو سند کے اعتبار سے بھی ثابت ہو کہ یہ صحیح ہے اور حکم کے اعتبار سے بھی ثابت ہو کہ یہ منسوخ نہیں ہے۔ فریضۃ عادلۃ کا یہ مطلب بیان کیا گیا ہے کہ اس علم سے علم فرائض و وراثت کا ہر وہ حکم مراد ہے جس سے ورثہ کے درمیان ترکہ و میراث کی تقسیم میں عدل و انصاف کے تقاضے پر عمل ہو سکے۔ ابن ماجہ میں "فَضْلٌ" کی تشریح زائد لاضرورۃ لمعرفتہ سے کی گئی ہے یعنی ایسا علم جو زائد ہے اور اس کے سیکھنے کی ضرورت نہیں۔

فتح الباری میں ہے کہ علم سے مراد علم شرعی ہے، جس سے مکلّف شخص کو پتہ چل سکے کہ عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاقیات، اللہ اور اس کے صفات کے علم کے تعلق سے اس پر کیا کیا دینی امور واجب ہیں، کن کن چیزوں کو اس کے لئے کرنا ضروری ہے اور کن کن چیزوں سے اس کے لئے بچنا ضروری ہے۔ اللہ کی ذات کن نقائص سے پاک ہے۔ اور ان سب کا دارومدار تفسیر، حدیث اور فقہ پر ہے۔ (فتح الباری ۳/۲۲۳)

شراح حدیث کی ان تشریحات سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اصل علم۔ تین علم ہیں۔ (۱) غیر منسوخ اور غیر متشابہ آیات کا علم جو "قرآن کا علم" ہے۔ (۲) معمول بہا صحیح احادیث

کا علم جو "حدیث کا علم" ہے۔ (۳) اور ورثہ کے درمیان انصاف کے ساتھ ترکہ کی تقسیم کے لئے فرائض و وراثت کا علم جو "میراث کا علم" ہے۔

دین سے تعلق رکھنے والے کسی بھی مسلمان کے سامنے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ یہ تینوں علوم "علم دین" ہیں۔ اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کے اوپر جس علم کے حصول کو فرض قرار دیا ہے اور جس کے حصول پر بشارتیں ہیں اس سے مراد "علم دین" ہی ہے۔ رہ گئی بات دیگر علوم وفنون کی تو اسلام نے علوم اسلامی کے علاوہ ہر نفع بخش علم حاصل کرنا شرعی حدود میں رہ کر جائز قرار دیا ہے، اور یہ مرد وعورت دونوں کے لئے مساوی ہے۔ کیوں کہ اسلام نے عورتوں کو علمی میدان میں آگے بڑھنے سے بالکل نہیں روکا ہے اور کچھ حدود وقیود کے ساتھ اجازت دی ہے۔ چنانچہ عہد نبوی میں عورتوں کی حسب استطاعت وحسب حیثیت دوسرے ضروری علوم کی قدر افزائی کی جاتی تھی۔

اسلام میں تعلیم نسواں کی راہیں کھلی ہیں

یہ ایک سچائی ہے کہ مذہب اسلام نے صرف مردوں کو ہی اسلامی تعلیم کے حصول کا حکم نہیں دیا بلکہ عورتیں بھی اس حکم میں برابر کی شریک ہیں اور 'علم' کے حصول کا راستہ جس طرح مردوں کے لئے کھلا ہے اسی طرح عورتوں اور بچیوں کے لئے بھی کھلا ہے۔ اللہ رب العزت نے مرد وعورت دونوں کو احکام الٰہی اور ارشادات نبوی پر عمل کا پابند بنایا ہے اور اسے نیک عمل کرنے پر پاکیزہ زندگی عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ (سورہ نحل: ۹۷)

مذہب اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو انسانی معاشرہ کا معزز رکن قرار دیا ہے اور مردوں کی طرح عورتوں، بچیوں کو بھی تعلیم وتعلیم، سیکھنے وسکھانے کا پورا پورا حق دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ (شعب الایمان: ۱۷۴۶) دوسری جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مَن يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيراً يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ". اللہ تعالیٰ جس کا بھلا چاہتا ہے اسے دین کی فہم عطا کرتا ہے۔ اور آگے فرمایا: "إِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ. 'دین تو سیکھنے سے ہی آتا ہے۔' (بخاری، کتاب العلم) اس لئے ہر فرد بشر کے لئے تعلیم وتعلم کے مناسب

مواقع فراہم کرنا ضروری ہے اور ضروری تقاضوں کی تکمیل والدین کی اولین ذمہ داری ہے اور سماج کے سرکردہ حضرات کی بھی۔

اسلام نے تعلیم دی کہ لوگو! عورت اگر بیٹی ہے تو یہ تمہاری عزت ہے۔ اور اگر بہن ہے تو تمہاری ناموس ہے۔ اور اگر یہ بیوی ہے تو زندگی کی ساتھی ہے۔ اور اگر یہ ماں ہے تو تمہارے لئے اس کے قدموں میں جنت ہے۔

ماں کی گود بچوں کا پہلا مدرسہ

دنیا کے تمام لوگ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ ''ماں کی گود بچوں کے لئے سب سے پہلا مدرسہ ہے۔'' اور پیدا ہوتے ہی بچے بچیوں کی تعلیم وتربیت کا مسئلہ ماں کی آغوش سے شروع ہو جاتا ہے اور اسی کا اثر تادم آخر باقی رہتا ہے۔ اولاد کی صحیح تعلیم وتربیت کا فریضہ ماں ہی بخوبی انجام دے سکتی ہے۔ یہاں ہمیں ایک نکتہ یہ بھی ملتا ہے کہ 'استاذ کے اندر بھی اگر ماں کی سی شفقت، محبت اور طالب علم کی خیر خواہی کا جذبہ موجود ہو تو تعلیم کے تمام مراحل آسان اور پراثر ہوتے ہیں۔' کوئی بچہ یا بچی اپنے بچپن کو خود اچھا نہیں بنا سکتا، یہ ذمہ داری والدین خاص کر ماں کی ہے۔ اگر ماں چاہے تو اپنی اولاد کے بچپن کو سنوار کر اس کی زندگی کو روشن بنائے یا غفلت اور لاپرواہی سے بچپن کو خراب کر کے اس کی زندگی تاریک بنائے۔

ماں کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے

اس لئے مذہب اسلام کی تعلیم ہے کہ ''ماں کا تعلیم یافتہ ہونا اور احکام خداوندی و مسائل شرعیہ سے واقف ہونا نہایت ضروری ہے تاکہ وہ اپنی اولاد کو اپنی گود ہی سے اللہ کی پہچان کے ساتھ اس کے حکموں پر چلنے کا مزاج بنائے، اس کی دینی تربیت کرے، اس کے لئے صحیح تعلیم کا نظم کرے، تبھی اس پر تعمیر ہونے والی جوانی کی عمارت صحیح وسالم اور مضبوط ہو سکتی ہے اور وہ ایک صحیح مسلمان بن کر زندگی گزار سکتا ہے اور اسلام کا داعی اور نمائندہ بن سکتا ہے۔ اور شروع ہی سے اللہ کی نافرمانی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل نہ کرنے کی صورت میں دوزخ کے

دردناک عذاب سے ڈرائے، ساتھ ہی ماں کو یہ بھی فکر ہو کہ اگر خدانخواستہ میری اولاد دینی تعلیم واسلامی تربیت سے محروم اور دین کے بنیادی عقائد سے غافل رہ گئی تو "اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ" کے زمرہ میں داخل ہو جائے گی۔

عہد نبوی میں عورتوں کی تعلیم کا اہتمام

اسلام میں عورت کے کردار کی اہمیت کے پیش نظر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی تعلیم وتربیت کا بڑا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ ہفتہ میں ایک دن اور مقام عورتوں کی تعلیم وتربیت کے لئے مخصوص تھا، جس میں آپؐ سے عورتیں مسائل پوچھتی تھیں اور آپؐ انہیں احکام دینیہ کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قَالَ النِّسَاءُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَلَبَنَا عَلَیْکَ الرِّجَالُ ،فَاجْعَلْ لَنَایَوْمًامِنْ نَفْسِکَ فَوَعَدَھُنَّ یَوْمًالَقِیَھُنَّ فِیْہِ ،فَوَعَظَھُنَّ وَاَمَرَھُنَّ فَکَانَ فِیْمَاقَالَ لَھُنَّ مَامِنْکُنَّ اِمْرَأَۃٌ تُقَدِّمُ ثَلٰثَۃً مِنْ وُلْدِھَااِلَّا کَانَ لَھَاحِجَاباً مِنَ النَّارِ ،فَقَالَتِ امْرَأَۃٌ: وَاثْنَیْنِ،فَقَالَ: وَاثْنَیْنِ."

(بخاری کتاب العلم، باب ھل یجعل للنساء علی حدۃ فی العلم)

یعنی عورتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ کے پاس مردوں کی بھیڑ رہتی ہے، اس لئے ہم عورتوں کے لئے ایک دن مختص فرما دیجئے، اس پر آپ نے ایک دن عورتوں کے لئے مقرر کر دیا، چنانچہ ایک دن آپ نے ان کو نصیحت اور حکم بتائے۔ راوی کہتے ہیں" چنانچہ آپ کی نصیحت میں سے ایک یہ نصیحت تھی کہ جس کسی عورت کے تین بچے انتقال کر گئے ہوں وہ بچے جہنم کی آگ سے خلاصی کا ذریعہ ہوں گے۔ ایک عورت نے عرض کیا کہ اگر کسی کے دو بچے (انتقال کر گئے ہوں) آپ نے فرمایا کہ دو بچے۔

امہات المؤمنین کو بھی یہ حکم تھا کہ وہ خواتین کو دینی مسائل سے آگاہ کیا کریں۔ امہات المؤمنین کا کام امت کی خواتین کو تعلیم دینا اور ان کی گزارشات وسوالات کو حضور نبویؐ میں پہونچانا پھر جواب سمجھانا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال، اقوال اور عبادات کو پوری

یادداشت ویقین کے ساتھ امت مسلمہ خاص کر خواتین امت تک پہونچانا اور علمی مشکلات میں فرزندان امت کی رہبری کرنا تھا۔

تربیت کے لئے حاضر ہونے والے وفود سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے :"اِرْجِعُوا اِلٰی اَھْلِیْکُمْ فَعَلِّمُوْھُمْ" (بخاری، باب تحریض النبیؐ) 'تم اپنے گھروں کو واپس جاؤ، اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہو، ان کو دین کی تعلیم دو اور ان سے دینی احکام پر عمل کراؤ'

لڑکیوں کی تعلیم پر حضورؐ کی خصوصی توجہ

لڑکیوں کی تعلیم کی طرف آپ کی خصوصی توجہ کا یہ حال تھا کہ باندیوں تک کو علم سے آراستہ کرنے کی ترغیب دیتے اور لڑکیوں کی اچھی پرورش پر دوزخ کی آگ سے حفاظت اور ان کی دینی تعلیم واسلامی تربیت پر جنت کی بشارت وخوشخبری دی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"مَنْ کَانَتْ لَہٗ ثَلَاثُ بَنَاتٍ اَوْ ثَلَاثُ اَخَوَاتٍ اَوْ بِنْتَانِ اَوْ اُخْتَانِ فَاَدَّبَھُنَّ وَاَحْسَنَ اِلَیْھِنَّ وَ زَوَّجَھُنَّ فَلَہُ الْجَنَّۃُ۔(ابو داؤد باب فی فضل من عال یتامیٰ) جس کے پاس تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں یا دو بیٹی یا بہن ہو ان کی تربیت کی ،ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور ان کی شادی کرادی تو اس کے لیے جنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندیوں اور خادماؤں کو علم وادب سکھانے کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا:..........

وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَہٗ اَمَۃٌ یَطَأُھَا فَاَدَّبَھَا فَاَحْسَنَ تَادِیْبَھَا وَعَلَّمَھَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَھَا ثُمَّ اَعْتَقَھَا فَتَزَوَّجَھَا فَلَہٗ اَجْرَانِ. (بخاری کتاب العلم، باب تعلیم الرجل امتہ واھلہ) جس شخص کے پاس کوئی باندی ہو اور وہ اس کو عمدہ تہذیب وشائستگی سکھائے اور اچھی تعلیم دلائے اور پھر اس کو آزاد کر کے شادی کر دے اس لئے دوہرا اجر ہے۔

تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرونِ اولیٰ (عہد نبویؐ) اور قرونِ وسطیٰ (دورِ صحابہ کرامؓ) میں بچیوں کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی اور انھیں علم وادب کے جوہر سے آراستہ کیا جاتا تھا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (وفات: ۵۷ھ) کا اس باب میں خاص

مقام ومرتبہ ہے۔آپؓ باضابطہ قرآن و حدیث کا درس دیتی تھیں اور فتاوے جاری کرتی تھیں، بڑے بڑے جید صحابہ کرامؓ پردہ کے پیچھے بیٹھ کر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے درس لیتے تھے۔ اللہ رب العزت نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اتنا علم دیا تھا کہ ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میری عائشہ تو آدھا دین ہے۔'' کتبِ احادیث میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایتوں کی تعداد دو ہزار دوسو دس (۲۲۱۰) ہے۔

حفاظت قرآن میں خواتین کا اہم کردار

جب ہم اپنے شاندار ماضی پر نگاہ ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس وقت خواتین کا علمی ذوق درجہ کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ مسلمان خواتین نے حفاظتِ قرآن، کتابتِ قرآن، تفسیر اور علوم حدیث کو محفوظ کرنے اور پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور یہ سلسلہ صدیوں تک جاری رہا۔ ماضی میں نوجوان لڑکیوں نے قرآن مجید کو سینوں میں بھی محفوظ کیا اور سفینوں (کاغذ کے صفحات) میں بھی محفوظ کرنے میں مردوں سے زیادہ نمایاں کردار ادا کیا۔ گزشتہ زمانے میں پرنٹنگ پریس تو نہیں تھا، اس لئے قرآن مجید کو ہاتھوں سے لکھا جاتا تھا، اتنے کاتب مرد بھی نہیں ہوتے تھے جو ہزاروں کی تعداد میں قرآن لکھتے اور ہر گھر میں قرآن مجید پہنچ جاتا۔ اس لئے اس زمانہ میں یہ دستور بنا ہوا تھا کہ بچیاں دین کی تعلیم پاتیں اور اپنی تحریر کو اچھا بناتیں اور جب تعلیم سے فارغ ہو کر اپنے رشتہ کے انتظار میں گھر میں وقت گذارتیں تو ان لڑکیوں کا یہ معمول ہوتا تھا کہ گھر کے سارے کام کاج بھی کرتیں اور اس کے بعد جو وقت فارغ ہوتا اس میں وہ کاغذ پر خوبصورت الفاظ میں خوش نویسی کے ساتھ اللہ کے قرآن کو باوضو ادب اور محبت کے ساتھ لکھنا شروع کر دیتیں اور سال دو سال میں قرآن مجید کو مکمل کر لیتیں۔ اس وقت ہر نوجوان لڑکی اپنے لئے قرآن لکھ کر جہیز میں ساتھ لے کر جاتی اور یہ سسرال والوں کیلئے پیغام ہوتا کہ اس بچی نے اپنے والدین کے گھر میں ایسی پاکیزہ زندگی گذاری ہے کہ اس کا وقت بیہودہ باتوں میں نہیں گذرا بلکہ اللہ کے کلام سے محبت اور قرآن کی حفاظت میں گذرا ہے۔ الغرض اسلام میں عورتوں کو دینی علوم سیکھنے کی نہ صرف یہ کہ اجازت دی گئی ہے بلکہ ان کی تعلیم وتربیت کو بھی اتنا ہی ضروری قرار دیا گیا ہے جتنا مردوں کی تعلیم

وتربیت ضروری ہے

خواتین کے لئے ماضی میں تعلیمی مراکز قائم ہوئے

ماضی میں جب تک عورتوں / بچیوں کے لئے باضابطہ مدارس نسواں قائم نہیں ہوئے تھے اس وقت تک خواتین نے گھروں کو ہی تعلیم وتربیت کا مرکز بنا رکھا تھا اور گھروں میں ہی تعلیم دیا کرتی تھیں۔ بچیوں، عورتوں کے علاوہ مرد حضرات بھی وہیں تعلیم حاصل کرتے تھے، وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ جب مدارس بننے کا رواج پڑا اور لڑکوں کے لئے مدارس بنے تو نسوانی مدرسے بھی قائم ہوئے۔

تیسری صدی ہجری میں خواتین کا سب سے پہلا باضابطہ مدرسہ مغرب اقصیٰ کے 'شہر فاس' میں ۲۴۵ھ میں قائم ہوا، جو آج بھی موجود ہے۔ 'دمشق' میں بعض مدرسے ایسے تھے جہاں پانچ پانچ سو طالبات دار الاقامہ (ہوسٹل) میں رہ کر تعلیم حاصل کرتی تھیں۔

چوتھی صدی ہجری میں بی بی اندلسیہؒ نے ''اشبیلیہ'' میں ایک درس گاہ قائم کی تھی جس میں علم کا شوق رکھنے والی خواتین دور دور سے آ کر ان سے تعلیم حاصل کرتی تھیں۔ ''مدرسہ خاتونیہ دمشق'' ایک عظیم الشان مدرسہ اب بھی موجود ہے، جسے مجاہد اعظم سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی بہن (جو خود ایک بڑی عالمہ، فاضلہ خاتون تھیں) نے قائم کیا تھا۔

چھٹی صدی ہجری میں ''شہدہؒ'' ایک بلند پایہ محدثہ اور کاتبہ تھیں۔ اپنے علم وفضل، خوش نویسی اور خطیبانہ صلاحیت کی بنا پر 'فخر النساء' کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ شہدہؒ نے دجلہ کے کنارے ایک عظیم الشان درس گاہ بنوائی جس میں سیکڑوں طلبہ تعلیم حاصل کرتے تھے اور ان کے تمام اخراجات وہ خود برداشت کرتی تھیں۔ حکیم ترمذی اپنے حالات زندگی میں لکھتے ہیں کہ: ''میں نے اپنے لڑکپن میں سات معلمات (خواتین) سے علم حدیث حاصل کیا۔''

ان تمام تاریخی حقائق سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام کے زمانہ عروج میں خواتین کے لئے باضابطہ تعلیمی مراکز قائم تھے، جہاں ہر طرح کے علوم وفنون پڑھائے

جاتے تھے اور اس وقت خواتین اسلام کو حصولِ علم کے لئے ہر طرح کے مواقع میسرُ تھے۔ اس دور میں عورت خاندان کی تعمیر اور اولاد کی دینی تعلیم و اسلامی تربیت کے کردار کو بحسن و خوبی ادا کرتی تھیں۔ وہ دور دنیا میں اسلام کا سنہرہ دور کہلاتا تھا اور اب جب کہ یہ طبقہ اپنے کردار سے غافل ہے قوم ٹھوکریں کھا رہی ہے۔

دیگر علوم وفنون میں خواتین اسلام کی واقفیت

خیر القرون میں عورتوں نے علوم اسلامی کے علاوہ دیگر علوم وفنون بھی حاصل کئے، کیوں کہ اسلام نے عورتوں کے لئے ہر نفع بخش علم کا حاصل کرنا جائز قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابیات اور ان کے بعد کی بعض خواتین کا ذکر ملتا ہے جن کا علوم اسلامی کے علاوہ دیگر علوم وفنون میں نمایاں حصہ رہا ہے۔ امام مسلمؒ نے مسلم شریف کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ ''ام سلیمؓ نے غزوہ حنین کے موقع پر ایک خنجر بنایا تھا، وہ خنجر ان کے ساتھ تھا۔ حضرت ابوطلحہؓ نے ان کے ساتھ خنجر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یارسول اللہ یہ ام سلیمؓ ہیں جن کے ساتھ خنجر ہے، تو رسول اللہؐ نے ام سلیمؓ سے فرمایا یہ خنجر کیسا ہے؟ تو ام سلیمؓ نے جواب دیا میں نے اس خنجر کو خود سے بنایا ہے، اگر مشرکین میں سے کوئی میرے قریب آیا تو میں اس خنجر سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی (مسلم کتاب الجہاد ۱۱۶/۲) اس سے معلوم ہوا کہ ہتھیار بنانا اور اس کی کاریگری عورتوں کے لئے جائز ہے۔

غزوات میں خواتین اسلام زخمی مجاہدین کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ام سلیمؓ اور انصاری صحابہ کی کچھ عورتیں جنگ میں شریک ہوتیں اور مجاہدین کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ خود ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنی طبی معلومات کے بابت فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو جاتے تو اطبائے عرت آتے تھے، میں ان کے نسخے یاد کر لیتی تھی۔ ہشام بن عروہؓ نے اپنے والد عروہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی کو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بڑھ کر ماہر طب نہیں پایا، اس کے علاوہ حضرت عائشہ صدیقہ علم فلکیات، علم الانساب اور علم وادب میں مرجع خلائق تھیں۔

صنعت وتجارت سے خواتین اسلام کی واقفیت

صنعت وتجارت سے بھی خواتین اسلام واقف تھیں۔ حضرت ابن مسعودؓ کی زوجہ ذاتی صنعت وکاریگری اور اس کی کمائی ہی سے اپنے علاوہ شوہر اور بال بچوں کی کفالت کرتی تھیں۔ حضرت اسماء بنت مخرمہ عطر تیار کرتی تھی اور فروخت کرتی تھی۔ طبقات ابن سعد ۸ /۲۱۲)
علامہ ابن جوزیؒ نے ایک عبادت گذار خاتون کے بارے میں ذکر کیا ہے وہ سوت کاتنا جانتی تھیں اور کپڑے بننے سے بھی واقف تھیں۔ (احکام النساء لابن جوزی: ص ۳۰۶)

مذہب اسلام نے خواتین کو بھی حسب حیثیت صنعت وتجارت کرنے کی اجازت دی ہے، بشرطیکہ ان کی عزت وآبرو پر آنچ نہ آئے اور کسی طرح کے فتنے کا خوف نہ ہو اور اسلام کی طرف سے ان پر عائد ذمہ داریاں اور فرائض کی انجام دہی میں خلل واقع نہ ہو۔ غرض یہ کہ عہد نبویؐ اور عہد صحابہ کرام میں خواتین اسلام کو حصول علم کے بہتر مواقع میسر تھے۔

خواتین کی دینی تعلیم کے لئے معقول نظم نہیں ہوا

گزشتہ کچھ صدیوں سے امت مسلمہ کے نصف حصہ خواتین کی دینی تعلیم واسلامی تربیت کے لئے کوئی معقول انتظام نہیں کیا گیا، جب کہ لڑکوں کی تعلیم وتربیت کے لئے چھوٹے بڑے سیکڑوں ہزاروں مدارسِ اسلامیہ ملک میں الحمد للہ قائم ہوئے، قائم ہیں اور قائم کئے جارہے ہیں۔ لیکن عورتوں / بچیوں کی دینی تعلیم واسلامی تربیت کیلئے دینی درسگاہ کے قیام میں یقیناً کوتاہی ہوئی۔ طبقۂ نسواں کے لئے ایسی سہولتیں مہیا نہیں کی گئیں جہاں ان کی دینی وعلمی تربیت ہوسکے۔

گھر کا ماحول اصل میں عورتیں ہی بناتی ہیں

جب کہ اسلامی معاشرہ کی تعمیر اور اس کی اصلاح میں عورتوں کا کردار اہم ہوتا ہے۔ گھر کا ماحول تو اصل میں عورتیں ہی بناتی ہیں، مرد جتنا بھی زور لگالیں وہ گھر کا ماحول نہیں بناسکتے لیکن اگر عورت چاہے تو گھر کا ماحول آسانی سے بنالیتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ایک بچہ یا بچی اسلام اور انسانیت کے سانچے میں نہیں ڈھل سکتا جب تک ماں اس کی صحیح تربیت نہ کرے۔ اور صحیح

تربیت کے لئے تعلیم اتنی ہی ضروری ہے جتنا ضروری انسان کے لئے غذا بلکہ اس سے بھی زیادہ لیکن ہم نے لڑکیوں کے لئے دین کی تعلیم کا انتظام نہیں کیا، اس کی دینی تربیت کے لئے سازگار ماحول تیار نہیں کیا اور اس کی آنکھ کھلتے ہی الحاد وعریانیت، غیر اسلامی تہذیب وثقافت کے سانچے میں ڈھالنے والی انگریزی تعلیم میں لگا دیا۔

اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت ہماری ذمہ داری

جب کہ شریعت اسلامیہ نے ہمیں بچے اور بچیوں کی اچھی تعلیم وتربیت کا ذمہ دار بنایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اپنے بچوں کو سب سے پہلے کلمہ 'لا الٰہ الا اللہ' سکھاؤ۔ (شعب الایمان عن ابن عباسؓ) لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا اور بچیاں دینی تعلیم وتربیت کے بغیر اسکولوں اور کالجوں میں داخل ہوگئیں، جہاں انھیں توحید ورسالت کا درس اور کلام الٰہی قرآن مجید کی تعلیم نہیں دی جاتی ہے۔ جہاں ان کی زبانیں تلاوتِ قرآن اور اسلامی تعلیمات کی لذت سے ناآشنا ہیں۔ ہماری اکثر بچیاں اپنا قیمتی وقت رسائل اور ناول پڑھنے، بے حیائی پر مبنی فلمیں، ٹی وی اور ڈرامے دیکھنے میں ضائع کر دیتی ہیں۔ نام نہاد اس ترقی یافتہ دور میں یہ دیکھا اور سنا جا رہا ہے کہ فلاں اسکول اور کالج میں تعلیم حاصل کرنے والی مسلمان لڑکی تعلیم حاصل کرنے کے دوران کسی غیر مسلم یا ملحد لڑکے کے ساتھ اپنی آنکھیں چار کرنے لگی اور عشق ومحبت کے سیاہ غار میں ایسی گری کہ اپنے دین وایمان اور خوف خدا کو پس پشت ڈال کر اس غیر مسلم کے ساتھ فرار ہوگئی، اس کے ساتھ شادی کے غیر اسلامی رواج کو اپنا لیا یا اپنی عفت وعصمت لٹا کر برباد ہوگئی۔ جو مخلوط اور مغربی تعلیم کا ثمرہ ہے

مخلوط تعلیم حیا کے لئے سم قاتل

مخلوط تعلیم کی وجہ سے اخلاقی قدریں پست ہوتی ہیں اور شیطان کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ منکرات کو تقویت ملتی ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ مخلوط تعلیم برائی کی جڑ اور اساس ہے۔ جانور اور انسان کے درمیان جہاں اور فرق ہے وہیں ایک اہم فرق حیا کا ہے کہ انسان میں حیا ہوتی ہے اور جانور میں حیا نہیں ہوتی ہے۔ حیا ہی کی وجہ سے انسان لباس زیب تن کرتا ہے، مخلوط تعلیم اس

حیا کے لئے سم قاتل ہے۔ مخلوط تعلیم سے حیا کا پردہ چاک ہو جاتا ہے یا کم از کم اس فطری حیا کے مادہ کو کمزور کر دیتی ہے۔ مخلوط تعلیم میں برائی کو اس وقت اور تقویت ملتی ہے جب لڑکیاں نیم برہنہ، چست و باریک لباس اور اسکرٹ وغیرہ مختلف نوع کے غیر اسلامی لباس پہن کر درس گاہ میں حاضر ہوتی ہیں

تنگ و باریک لباس عورتوں کیلئے جائز نہیں

فقہاء نے لکھا ہے کہ اللہ، رسول اور آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے ایسا باریک اور تنگ کپڑا پہنا کہ جسم کے رنگ اور خدوخال نظر آئیں جائز نہیں ہے۔ ایسی عورتوں کو حدیث شریف میں جہنمی سے تعبیر سے کیا گیا ہے۔ چنانچہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات نیند سے بیدار ہوئے تو فرمایا: سبحان اللہ آج رات کس قدر فتنے اتارے گئے ہیں اور کیا کیا رحمت کے خزانے کھولے گئے (لوگو) ان حجرہ والیوں کو جگا دو کہ کچھ عبادت کر لیں بہت سی عورتیں جو دنیا میں (باریک) کپڑا پہنے والی ہیں وہ آخرت میں برہنہ ہوں گی۔ (بخاری)

آنکھ کھلتے ہی انگریزی تعلیم مناسب نہیں

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''سب سے اول مسلمانوں کے بچے کو قرآن پڑھایا جائے، مگر انگریزی سے قبل ہو، یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ آنکھ کھلتے ہی ان کو انگریزی میں لگا دیا جائے۔'' (العلم والعلماء: ۴۰)

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ہمارے اکثر گھروں میں مغربی تہذیب وتمدن اور کلچر داخل ہو گیا ہے، لڑکیاں نیم عریاں لباس پہن کر زیب وزینت کے اظہار میں فخر محسوس کرتی ہیں، دین کی راہ سے ہٹ کر غیر اسلامی رسم وتہذیب کا دلدادہ ہو رہی ہیں۔ آخرت کی جزا وسزا کو بھلا کر اپنی عفت وعصمت کو آزادیٔ نسواں کے نام پر تار تار کر رہی ہیں۔ ہماری اکثر بچیاں بے پردگی کا شکار ہو کر اپنے ناموس کی حفاظت سے بے پروا ہیں۔ خواتین اسلام کا کردار اور اپنا وہ مقام جو مذہب اسلام نے انہیں عطا کیا تھا وہ بھول گئی ہیں۔

آج حال یہ ہے کہ تعلیم نسواں کے نام پر بچیوں کو اسکولوں، کالجوں میں ایسی تعلیم دی جاتی

ہے کہ ان میں مادیت پرستی، حصول زر کی صلاحیت کے سوا کوئی اخلاقی تبدیلی پیدانہیں کرتی، خدا کا تصور اور آخرت کی فکر ختم ہوجاتی ہے۔لڑکیاں ایم اے اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں تو حاصل کرلیتی ہیں لیکن ان کی صحیح اسلامی تعلیم وتربیت نہ ہونے کی وجہ سے ایمانی کلمے بھی صحیح یادنہیں ہوتے، نہ انہیں غسل ونماز کے فرائض کا علم ہوتا ہے اور نہ پاکی وناپاکی کے مسائل معلوم ہوتے ہیں۔حلال وحرام کی تمیز باقی نہیں رہتی۔مذہب ان کی نگاہ میں ایک غیر ضروری چیز بن کررہ جاتی ہے۔اِلَّا مَاشَاءَ اللہ.

دینی تعلیم کا انتظام مقدس ترین عبادت ہے

اس لئے تعلیم نسواں کے معیاری ادارے کا قیام وقت کی اہم ضرورت ہے۔حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:''جس طرح اپنے ایمان اور ارکان اسلام کی حفاظت ہمارا فرض ہے اور اس کے لئے ہر ضروری انتظام ہمارا دینی فریضہ ہے۔اسی طرح مسلمانوں کی نئی نسل کے لئے دینی تعلیم کا انتظام اور مشرکانہ تعلیم کے اثرات سے بچانے کی جدوجہد وقت کا فریضہ اور جہاد ہے اور افضل ومقدس ترین عبادت ہے۔ہماری آئندہ نسلیں جب ہی مسلمان رہ سکتی ہیں جب ان کی اپنی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا جائے'' (تکبیر مسلسل)

ملی وجود کی بقا کیلئے اپنا تعلیمی نظام ضروری

بہار ریاستی دینی تعلیمی کانفرنس منعقدہ ۲۹، ۳۰جون ۱۹۶۱ء میں حضرت امیر شریعت رابع مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ بانی آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا تھا کہ:''آزادی کے بعد بھی ہماری جان اور ہمارا مال محفوظ نہیں ہے، ہماری تہذیب کو مٹانے اور ہمارے وجود کو ختم کرنے کی سازشیں اب بھی ہورہی ہیں اور پوری قوت، انہماک اور مستعدی کے ساتھ ہورہی ہیں۔ہم سے ہماری زبان کا سرمایہ چھینا جارہا ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ایسا نظام اور نصاب تعلیم نافذ کیا گیا ہے جسے پڑھ کر ہمارے بچے کچھ رہیں یا نہ رہیں مسلمان بہر حال نہیں رہ سکتے۔اس لئے ہمارے لئے ضروری ہوگیا ہے کہ 'ہم اپنا تعلیمی نظام جاری کریں'

تا کہ ہمارے بچے دین سے آشنارہ سکیں اور مستقبل میں ہمارا وجود ایک مسلمان اور با مقصد ملت کی حیثیت سے باقی رہے۔"

یاد رکھئے..........! اگر ہمیں باعزت طور پر مسلمان کی حیثیت سے زندہ رہنا ہے تو اپنے بچے خاص کر بچیوں کو دینی تعلیم اور اسلامی تربیت کو کسی قیمت پر نظر انداز نہیں کرنا ہوگا، کیوں کہ دینی تعلیم کے بغیر ہماری اولاد اور ہماری نسل کا ملی وجود باقی نہیں رہ سکتا ہے۔.......... لہٰذا اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ اپنی بچیوں کے لئے دینی تعلیم واسلامی تربیت کے معیاری ادارے ہر گاؤں اور ہر قصبہ میں قائم کیے جائیں۔ تا کہ امت میں دینی بیداری اور معاشرہ میں علمی ودینی فضا قائم ہو اور ہماری نسل کا دین وایمان محفوظ رہ سکے۔

ادارے ہی سے اپنی توانائی اور ملت کی شناخت ہے

مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے صد سالہ جشن منعقدہ: ۲۲ نومبر ۲۰۱۲ء کی شب مفکر اسلام شیخ طریقت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے تاریخی خطاب میں فرمایا: "اپنے ادارے بنایئے، بڑھایئے، چمکایئے اور نئے ادارے قائم کیجئے، آپ جب یہ کریں گے تو آپ کی اپنی شناخت ہوگی اور آپ میں جماؤ ہوگا۔ آپ اپنے پیسے اداروں کے قیام میں لگایئے۔ یہ آپ کی ذاتی ذمہ داری بھی ہے اور ایمانی وانسانی ذمہ داری بھی، کیوں کہ آپ کے یہ ادارے ہی آپ کی توانائی ہیں، یہی ملت کی شناخت ہیں۔ ہمارے آپ کے گھر ملت کی شناخت نہیں ہیں۔"

تعلیم نسواں کی ایک کڑی جامعہ طیبہ للبنات

یہ بات بہت ہی خوش آئند ہے کہ ادھر دو تین دہائی سے ملک کے مختلف مقامات پر تعلیم نسواں کے ادارے قائم ہو چکے اور قائم ہو رہے ہیں۔ الحمد للہ اس کے نتائج بھی بہتر اور حوصلہ افزا ہیں۔ **جامعہ طیبہ للبنات** کے نام سے تعلیم نسواں کا ایک منفرد و معیاری ادارہ بھی ان ہی اہم و بنیادی مقاصد کی تکمیل کے لئے موضع چھوٹی بلیا او پر ٹولہ ڈاکخانہ لکھمیاں ضلع بیگوسرائے، بہار میں قائم ہے، جہاں کثیر تعداد میں علم کا شوق رکھنے والی طالبات کو ابتدائی

دینیات سے عربی سوم تک کی تعلیم باصلاحیت وتجربہ کار معلمات کی نگرانی میں دی جارہی ہے ۔ابتدائی درجات میں چھوٹی عمر کی بچیوں کے ذہن کو سامنے رکھ کر نصاب مرتب کیا گیا ہے، جن سے بچیاں آسانی کے ساتھ دینی باتوں کو ذہن نشین کرلیں گی اور دین پر عمل کا جذبہ وشوق پیدا ہوگا۔ جامعہ ہذا میں دینی تعلیم کا اصل ہدف درجہ عالمیت تک ہے، رب کریم اس ہدف کو پورا فرمائے۔ آمین۔ اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ

ہمدردانِ ملت سے اپیل

ہمدردانِ قوم وملت سے میری مخلصانہ درخواست اور اپیل ہے کہ معاشرہ کو اسلامی معاشرہ بنانے اور امت مسلمہ کی بچیوں کو بہتر دینی تعلیم واسلامی تربیت دینے میں خالصۃً للہ اس طرح کے غیر سرکاری مدرسوں کی خاص کر ''جامعہ طیبہ للبنات'' کی تعمیر وترقی میں اور اس کی تعلیمی نظام کو استوار کرنے میں اپنے گراں قدر عطیات، زکوۃ، صدقات اور چرم قربانی کی رقم سے زیادہ سے زیادہ مدد فرمائیں اور فرماتے رہیں۔ الحمد للہ جامعہ طیبہ للبنات نے قلیل مدت میں اپنی حسن کارکردگی اور بہتر تعلیمی نظام کی وجہ سے قریب اور دور کے لوگوں کے دل میں اپنا امتیازی مقام بنالیا ہے۔ یقین مانئے ......! آپ اہل خیر ودردمندان قوم وملت کی جانب سے ہر طرح کے تعاون کو رب کریم قبول وصدقۂ جاریہ کا درجہ عطا فرمائے گا اور بڑے اجر وثواب سے نوازے گا۔ ان شاء اللہ تعالی

دعا ہے کہ رب کائنات ہم سب کو دین پر قائم رکھے اور دینی تعلیم ودینی ادارے پر خرچ کرنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے۔ آمین

عبدالعظیم حیدری مظاہری

بانی ومہتمم **جامعہ طیبہ للبنات**، چھوٹی بلیا اوپر ٹولہ۔
ڈاکخانہ: لکھمیاں، ضلع: بیگوسرائے (بہار) 851211
رابطہ نمبر: Mob:9931014132,9931895486

اسلام میں پردہ کس سے؟

وہ رشتہ دار جن سے عورت کو پردہ کرنا واجب نہیں ہے اور جن سے ہمیشہ کے لئے عورت کا نکاح حرام ہے۔

(۱) باپ، دادا، پردادا، نانا، پرنانا (۲) ماں کے دادا، نانا۔

(۳) باپ کے دادا، نانا (۴) بیٹا، پوتا، پرپوتا، نواسہ، پرنواسہ۔

(۵) بھائی، بھتیجہ، بھانجا (۶) چچا، تایا، ماموں۔

(۷) ماں کے چچا، تایا، ماموں (۸) باپ کے چچا، تایا، ماموں۔

(۹) رضاعت کے رشتے سے باپ بھائی وغیرہ۔

(۱۰) خسر اور داماد۔

(شامی ۹/۲۵۵ تا ۲۶۳، کتاب النکاح فصل فی المحرمات)

وہ لوگ جن سے عورت کو پردہ کرنا واجب ہے اور جن سے عورت کا نکاح جائز ہے۔

(۱) خالہ زاد، ماموں زاد، چچازاد، تایازاد اور پھوپی زاد بھائی (شامی ۹/۲۵۶۔۲۵۸ المحرمات)

(۲) پھوپا، خالو، بہنوئی (بدائع الصنائع: ۲/۲۶۳، کتاب النکاح)

(۳) شوہر کے بھائی (دیور، جیٹھ) ماموں، چچا، تایا، پھوپا، خالو (مسلم: ۵۸۰۳، عن عقبہؓ)

(۴) تمام اجنبی آدمیوں سے عورت کو پردہ کرنا واجب ہے، کھلے منھ ان کے سامنے آنا جائز نہیں ہے۔ (مستدرک: ۱۶۶۸، عن اسماءؓ، شامی ۳/۲۵۷ کتاب الصلوۃ)

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں اور حضرت میمونہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں کہ حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے (چونکہ یہ صحابی نابینا تھے اس لئے ہم دونوں نے ان سے پردہ کرنے کا ارادہ نہیں کیا اور اسی طرح اپنی جگہ بیٹھی رہیں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ان سے پردہ کرو۔ میں (ام سلمہؓ) نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ تو ہمیں نہیں دیکھ سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو! (ابوداؤد: ۴۱۱۲، عن ام سلمہؓ)

محرم و غیر محرم رشتہ دار کی پہچان نقشہ میں

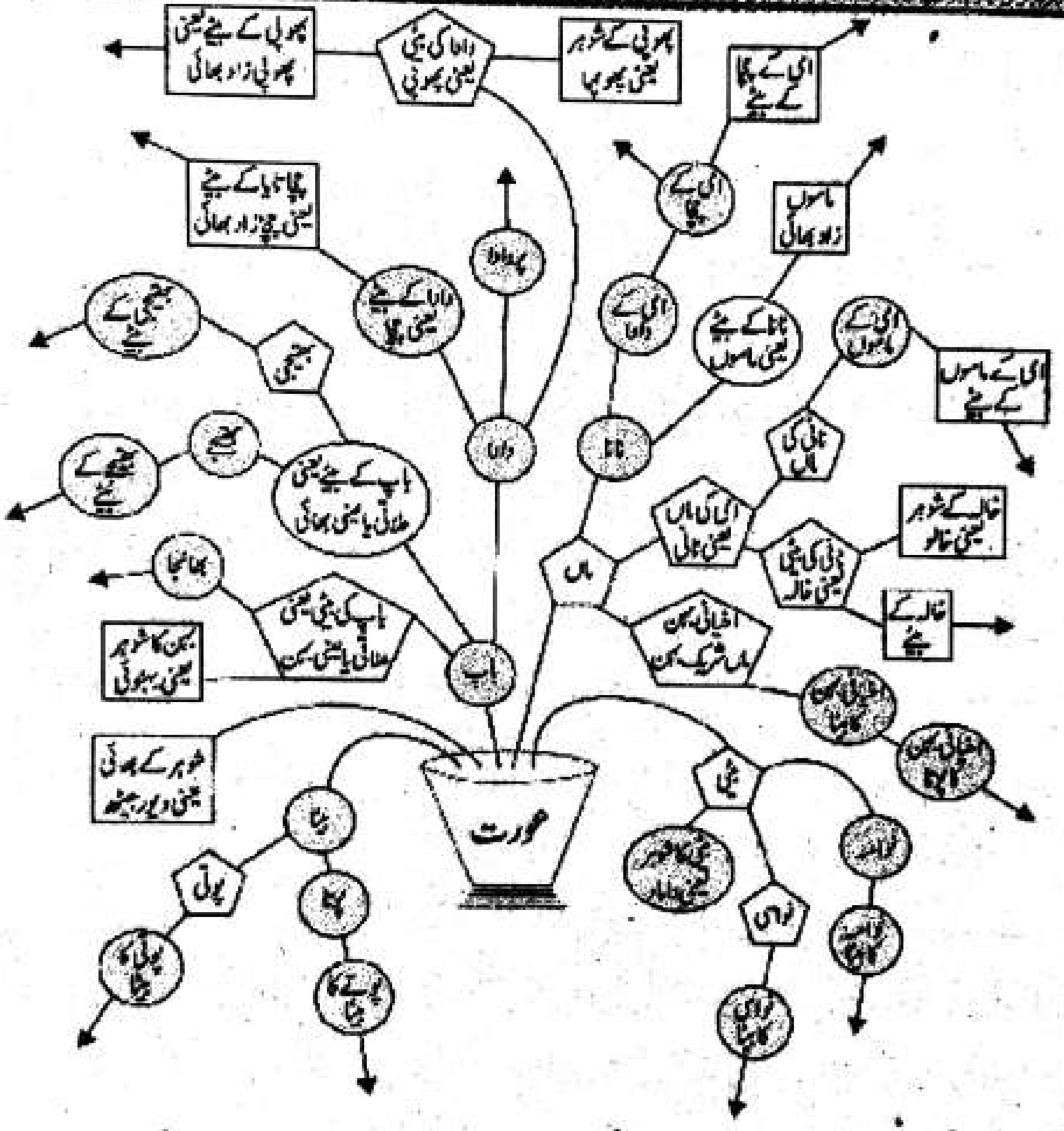

○ محرم کی علامت ـــ □ نامحرم کی علامت ـــ ⬠ عورت ہونے کی علامت ـــ

↑ یہ علامت اس بات کی ہے کہ آخیر والے کا جو حکم ہے وہی حکم اس کے بعد والوں کا بھی ہے۔

☆......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے، اس لئے کہ جب عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکنے لگتا ہے۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ عورت اس وقت اللہ سے سب سے زیادہ قریب ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے اندرونی حصے میں ہوتی ہے۔
(طبرانی اوسط: ۸۰۹۶، عبداللہ بن مسعودؓ)

تعارف
جامعہ طیبہ للبنات

☆ جامعہ ہذا خالص مسلم بچیوں کی دینی تعلیم واسلامی تربیت کے لیے قائم ایک منفرد ومعیاری ادارہ ہے۔

☆ یہاں.........امت مسلمہ کی بچیوں کو ابتدائی دینیات، اردو، فارسی اور قرآن مقدس صحیح مخارج کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے۔ معلمات کے ذریعہ شریعت اسلامی، عقائد اسلامی سے واقف اور ترجمہ کلام اللہ، حدیث، فقہ اور عربی ادب کی معیاری تعلیم دی جاتی ہے۔

☆ یہاں.........جامعہ کی طالبات میں دعوتی شعور، اصلاحی انداز فکر اور زبان وقلم کی خوابیدہ صلاحیت کو اجاگر کرنے کے لیے ہفتہ واری انجمن 'بزم بتول' قائم ہے، جس میں تقریر وتحریر دونوں کی تربیت دی جاتی ہے۔

☆ یہاں.........جامعہ کی طالبات کو دینی تعلیم کے علاوہ بقدر ضرورت انگریزی، ہندی، عام معلومات، گھریلو صنعت ودستکاری سکھائی جاتی ہے۔ اور بیسک کمپیوٹر ٹریننگ کا نظم درجہ عربی سوم سے ہے۔

☆ یہاں.........ابھی امت مسلمہ کی سو بچیاں زیر تعلیم ہیں، جنھیں شرعی پردے کی مکمل رعایت کرتے ہوئے چھ تجربہ کار، باصلاحیت معلمات خدمت درس وتربیت دیتی ہیں۔ اور تمام تر تعلیمی ضروریات مہیا ہیں۔

☆ یہاں.........ناخواندہ مسلم خواتین میں دین کا پیغام اور انہیں ضروری دینی مسائل سے واقف کرانے کے لیے اصلاح خواتین مشن کے تحت ہفتہ واری خواتین اجتماع کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

جو آپ کی مخلصانہ توجہ اور ہر طرح کے تعاون کی مستحق ہے۔

☆☆☆☆☆

اسلام میں عورتوں کی تعلیم

از

مولانا عبدالعظیم حیدری مظاہری

قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ ضلع بیگو سرائے

دعا کا طالب

محمد ضیاء الحق ندوی خیرآبادی